

## Kasak

[ایف ایس سی میں میرے اتنے زیادہ نمبر تھے کہ پورے فیصل آباد میں کسی گورنمنٹ کالج یا یونیورسٹی کو مجھے میرٹ پر داخلہ دینے کا اعزاز حاصل نہ ہوا۔ اس لیے میں نے آرام سکون سے دو سال ضائع کیے۔ تیسرے سال اس تکے پن سے تنگ آکر میں نے ایک پرائیویٹ یونیورسٹی ایرڈ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔] پہلے روز صبح سویرے اٹھ کر یونیورسٹی جاتے ہوئے میں بہت پر جوش تھا۔ ناولوں میں پڑھے گئے قصے، فلموں میں دکھائے مناظر سب ذہن میں تازہ تھے۔ اس لیے یونیورسٹی میرے لیے کسی خواب کی تعبیر سے کم نہیں تھی۔ بس سے اتر کر یونیورسٹی کی طرف سفر کرتے ہوئے پل بھر کے لیے میں نے خود کو بام والی امرحہ محسوس کیا۔ بیگ جو کمر سے لٹکا ہوا تھا، اتار کر ہاتھ میں لیا اور ہوا میں لہرا کر زور سے چیخا: 'سابیوال ..... میں آگئی..... سواری آگیا۔ خود کو امرحہ محسوس کرتے ہوئے میں نے دو چیزوں کو فراموش کر دیا تھا، نمبر ایک جنس اور نمبر دو۔ میرے پیچھے کھڑی وہ انٹی جو اتنی صبح سویرے سبزی لے کر واپس آ رہی تھیں۔ میرے بیگ کے شاندار وار سے ان کی سبزی والی ٹوکری ان کے ہاتھ سے نکل کر سڑک پر گر گئی اور اس میں موجود کئی سبزیاں سڑک پر پھیل کر احتجاج کرنے لگیں۔ ابتدائی صدمے سے سنبھلنے کے بعد انٹی نے پہلا وار میرے منہ پر کیا جس سے میں ہوش کی دنیا میں واپس آگیا۔ اب بھاگنے کا وقت تھا مگر میری عقل جواب دے گئی۔ میں نے بیگ کو زمین پر رکھا، 'سوری انٹی - خیال نہیں رہا۔ میں انہیں سبزی اکٹھی کرنے میں مدد کرنے والا مگر ان کے منہ سے حیرت بھری آواز سن کر مجھے اس روشن صبح میں کی گئی تیسری غلطی کا احساس ہوا۔' انٹی... تجھے انٹی لگتی ہوں؟ اس کے بعد میرا وہاں رکنا ممکن نہیں تھا۔ انٹی شاید خود کو شردھا کپور اور مجھے عاشقی ٹو والا آر جے سمجھ رہی تھیں لیکن میں نے ان کے خیالات کو حقیقت کی شکل دینے کے بجائے ایک ہاتھ سے بیگ اٹھایا، دوسرے ہاتھ سے اپنا گریبان ان کی گرفت سے آزاد کروایا اور دوڑ لگا دی۔ پیچھے سے بھاگو، پکڑو، کی آوازیں سنائی دیں مگر میں دشمن کی قید سے فرار ہونے والے سپاہی کی طرح سرحد عبور کرتا ہوا یونیورسٹی کی طرف جاتی سڑک پر مڑ گیا۔ 'یونیورسٹی میں داخل ہو کر میں نے نوٹس بورڈ پر نگاہ دوڑائی جہاں پہلے سمسٹر والوں کے لیے کمرہ نمبر اٹھ لکھا گیا تھا۔ میں صبح صبح بونی بے عزتی بھول کر آرام سکون سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا جہاں ایک میڈم نے مجھے ایسے دیکھا جیسے میں پڑھنے نہیں بلکہ لڑکیاں چھیڑنے آیا ہوں۔ کچھ میرا لباس ہی ایسا تھا کہ میں یونیورسٹی طالب علم کے بجائے کسی گاؤں کا بڑا جاگیردار لگ رہا تھا۔' پہلا سمسٹر؟ میڈم نے ایکسرے کرتی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا، 'انجی میم، آپ لیٹ کیوں آئے ہیں؟' 'انجی میم پہلا دن تھا اس لیے وقت کا علم نہیں تھا۔ میرے پاس دیر سے آنے کا اس سے بہتر جواز کوئی نہیں تھا۔' 'انجی، پہلے دن ہماری یونیورسٹی رات نو بجے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ یہ طرز تھا جو مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔' 'ٹھیک ہے میم۔ آئندہ رات نو سے پہلے آجاؤں گا۔ میں نے فرمانبرداری سے سر جھکایا۔' 'سٹ اپ۔ آئندہ صبح ساڑھے اٹھ بجے کلاس ہونی ہے، بیٹھ جاؤ۔' 'انجی میں چپ چاپ بیٹھ گیا۔ کلاس روم میں خاموشی تھی۔ پہلے دن میرے علاوہ تقریباً سب عزت سے بیٹھے تھے۔' 'انجی تعارف کرواؤ۔ میم کی طرف سے حکم آیا۔ میرا نام اعزاز احسن ہے اور میں۔۔۔' 'نوکیل ہوں۔ پیچھے سے آواز آئی۔ کلاس میں قہقہہ گونجا، 'انجی فیصل آباد سے ہوں، میں نے ایف ایس سی دو سال پہلے کی تھی۔ اس کے بعد یہاں داخلہ لے لیا۔' 'نوسال کیوں ضائع کیے؟ میم کے پوچھنے پر میں نے کچھ سوچا۔ سچ بولنے میں ہی بھلائی تھی۔' 'انجی نمبر اتنے تھے۔ کسی نے داخلہ ہی نہیں دیا۔ اس بار گونجنے والا قہقہہ زیادہ بلند تھا۔ میم مسکرائیں تک نہیں۔ انہوں نے غصے سے مجھے گھورا۔' 'انجی تو پھر ہماری یونیورسٹی کی بے عزتی ہے جو تم جیسے طالب علم کو داخلہ دے دیا۔' 'انجی میم۔ یہ تو ایرڈ یونیورسٹی سابووال کے لیے اعزاز کی بات ہے۔ آج سے کئی سال بعد جب مجھ پر مضمون لکھا جائے گا تو دوسری لائن میں لکھیں گے، اس کے بعد آپ اعلا تعلیم کے لیے ایرڈ یونیورسٹی سابووال چلے گئے۔' 'انجی، کیوں، ایسا کیا کارنامہ دکھانا ہے تم نے؟ میم میں لکھاری ہوں۔ مختلف ڈائجسٹ میں کہانیاں لکھتا ہوں۔' 'ناوہ۔ یعنی نئی نسل کو خراب کرنے والوں میں تم بھی شامل ہو۔ آئندہ میری کلاس میں تم نے سب سے آخر میں بیٹھنا ہے۔ اگلی کسی کرسی پر تم دکھائی دینے تو میں تمہیں کلاس سے باہر نکال دوں گی۔ میں نے سعادت مندی سے ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چلی گئیں۔ پہلے دن ہی کلاس میں ہنسی مذاق کرنے کی وجہ سے میری سب لڑکوں سے اچھی دوستی ہو گئی۔ پہلی کلاس کے بعد ہمیں ویکم کیا گیا۔ بیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کی تقریر سنی۔ اور پھر میری اس کہانی کا ایک کردار سامنے آیا۔ میم عالیہ ظفر۔ 'انجی، 'انجی\*\*\*\*\*کلاس۔ اب میں سے کوئی ان پیچ کمپوزنگ کے متعلق جانتا ہے کچھ..... کسی کی اسپینڈ اچھی ہو کمپوزنگ کی؟ میم عالیہ ظفر کا کام ہمیں انگلش پڑھانے کے ساتھ ساتھ ہماری کمپوزیشن اسکول پر کام کرنا تھا۔ اس لیے وہ مختلف طریقوں سے ہم سے کام لیتی رہتی تھیں۔ اس طرح ہمیں کمپیوٹر کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تجربات بھی حاصل ہوئے۔ عالیہ میم مجھے بہت پسند تھیں۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ بھی میری طرح لکھاری تھیں اس کے علاوہ وہ شاعری بھی کر لیتی تھیں۔ 'انجی میم۔ میں جانتا ہوں۔ میں نے ہاتھ کھڑا کیا۔' 'انجی کچر کے بعد مجھے میرے روم میں ملنا۔ کچھ ضروری کام ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔' 'انجی کچر کے بعد پندرہ منٹ کی بریک ہونی تو میں ان کی روم کی طرف بڑھ گیا۔ مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے انہوں نے لیپ ٹاپ کھولا۔' 'انجی اسپیڈ ہے تمہاری اعزاز؟' 'انجی کچھ اندازہ نہیں میم۔ لیکن جتنی ایک پروفیشنل کی ہوسکتی ہے اتنی اسپینڈ سے ٹائپ کر سکتا ہوں۔' 'انجی گڈ، انہوں نے سر ہلایا۔ میری ایک دوست ہے اسے اپنی کتاب کمپوز کروانی ہے۔ شاعری کی، اگر تم کرسکو تو... انہوں نے مجھے میل دکھائی۔ یہ کل اس نے کچھ نمونے دیے تھے۔ اس طرح کمپوز کروانا چاہتی ہیں، کرلو گے؟' 'انجی، میم۔ کرلوں گا۔' پیسے اچھے دے رہی ہے وہ۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ایک ماہ کا وقت ہے۔ کل تمہیں اس کی آواز میں دے دوں گی ساری شاعری، یو ایس بی لے آنا اپنے ساتھ۔ زیادہ مناسب یہی ہے کہ جو یونیورسٹی میں فارغ وقت ملے اس میں اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہنا۔ میرا یہ کمرہ خالی ہی ہوتا ہے یہاں آکر کمپوز کر لینا۔ اب تم جا سکتے ہو۔' 'انجی شکر، میں یہی کہہ کر مڑا اور پھر واپس ان کی طرف آیا۔ میم۔ ایک سوال ہے۔' 'انجی پوچھو۔ وہ مسکرائیں۔ نہیں۔ ایک ہی ہے۔ آپ نے اپنا لکھا شائع کیوں نہیں کروایا؟ صرف پی ڈی ایف میں ہے، باقاعدہ کتابی شکل میں کچھ بھی نہیں۔ ان کے چہرے پر پل بھر کے لیے افسردگی دکھائی دی۔' 'انجی وجوہات ہیں بچے۔ بتاؤں گی تمہیں۔ پھر کہی۔ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔' 'انجی واپس اپنے شہر کی طرف جاتے ہوئے میں میم عالیہ ظفر کا چہرہ اپنے تصور میں لے آیا۔ وہ ایک مکمل شخصیت تھیں مگر کہیں نہ کہیں۔ کچھ نہ کچھ ادھورا پن تھا۔ نجانے کیوں۔' 'انجی\*\*\*\*\*'

کمپوز کرنا میرے 'n میں نے لیپ ٹاپ کھولا اور اس نا معلوم شاعرہ کا کلام کمپوز کرنا شروع کر دیا۔ کسی اور کا لکھا لیے ایسا ہی تھا جیسے اپنی جونیں چھوڑ کر کسی اور کے سر میں خارش کرنا مگر یہاں میں نے کام ذمے لے لیا تھا۔ مذہم آواز میں ایک شعر سن کر میں اسے کمپوز کرتا پھر آگے بڑھ جاتا۔ کوئی دو تین غزلیں کمپوز کرنے کے بعد میں نے سر اٹھایا۔ میم کمرے میں آ چکی تھیں۔ 'n' خوب۔ دل لگا کر کام کر رہے ہوئے۔ انہوں نے تعریف کی۔ خود کیا لکھ رہے ہو آج کل؟' 'n' کچھ آرٹیکل ہیں ان پر کام کر رہا ہوں۔ 'n' ویری گڈ، میری زندگی پر لکھ لو آرٹیکل۔ 'n' میں ہنس پڑا۔ ہنس کیوں رہے ہو؟' 'n' میم۔ وہ ان مشہور شخصیات پر ہے جو مر چکے ہیں۔ وہ مسکرا دیں۔ 'n' اچھا یعنی تمہارے مضمون کے لیے میرا مرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا پھر گہری سانس لے کر بولیں۔ 'n' ان پر بھی کبھی کچھ لکھنا جو حقیقت میں زندہ ہیں لیکن اندر سے مر چکے ہیں۔ 'n' ان کی بات سن کر میں خاموش ہو گیا۔ جتنی مرضی ہے تکلفی سہی لیکن حقیقت میں ایک لیکچرر اور طالب علم کے درمیان جو جھجک ہوئی چاہئے تھی، وہ ہمارے درمیان بھی تھی۔ کلاس میں ان سے ہنسی مذاق کر لیتا مگر یہاں میں کچھ الٹا سیدھا بول کر ان کی نظروں میں اپنی عزت کم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے خاموشی سے اپنا کام کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد میں نے سر ہٹایا تو ان کے میز پر کافی سارے ڈاکومنٹس پڑے تھے۔ 'n' یہ کیا ہیں میم؟ کچھ تعلیمی اسناد اور سرٹیفکیٹ وغیرہ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں دیکھتا رہا۔ انہوں نے میری دلچسپی محسوس کرتے ہوئے وہ سب چیزیں مجھے دکھائیں۔ 'n' میرے ابو کو بہت شوق تھا کہ بیٹا ہو مگر جب میں پیدا ہوئی تو وہ پھر بھی مایوس نہ ہوئے۔ انہوں نے مجھے میرا ہر شوق پورا کرنے کی پوری آزادی دی۔ یہ دیکھو۔ کالج میں میں کرکٹ ٹیم کی کپتان تھی، فٹبال میں بھی حصہ لیا اور تقریری مقابلے کی ورنر بھی۔ یونیورسٹی میں بیت بازی کے مقابلے کی ورنر، ہماری ٹیم نے ٹی وی چینل پر ہونے والی بیت بازی میں بھی دوسری پوزیشن لی تھی۔ پڑھائی سے ہٹ کر بھی میں نے بہت کچھ کیا۔ 'n' میں نے آپ کی کچھ کہانیاں پڑھی تھیں پی ڈی ایف میں۔ میں نے انہیں بتایا۔ 'n' کیسی لگیں؟ اپنی اسناد اور سرٹیفکیٹ دوبارہ دراز میں رکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ 'n' ادھوری۔ میں نے سچائی پر مشتمل جواب دیا۔ کچھ نامکمل تھا ان میں میم، ہر کہانی انجام پر پہنچ کر بھی تشنگی کا احساس چھوڑ جاتی تھی۔ وہ مسکرا دیں۔ مجھے امید تھی کہ تعریفی جواب ملے گا مگر تم پہلے طالب علم ہو جو میری کہانیوں کی گہرائی تک پہنچے ہو ورنہ اکثر صرف اس لیے پڑھتے ہیں کہ وہ میں نے لکھی ہیں اس کے علاوہ انہیں کوئی خاص دلچسپی محسوس نہیں ہوتی۔ کام کے ساتھ ساتھ ہماری گفتگو بھی جاری تھی۔ اصل میں اعتراف ہے۔ ہر کہانی ادھوری ہے ہمارے ارد گرد ہر انسان کو دیکھو، کوئی بھی مکمل زندگی نہیں گزار رہا۔ تم امیر سے امیر شخص سے مل کر دیکھنا، چہرے پر مسکراہٹ ہوگی اور مسکراہٹ میں افسردگی، کسی کو اولاد کا دکھ ہو گا کسی کو دوسرے رشتوں کا، بہت کم لوگ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ دراصل اسی کسک کا نام زندگی ہے۔ تمہیں حقیقت میں ایسا کوئی انسان ملا ہے جو تمہیں لگے کہ مکمل ہو ہر لحاظ سے۔ 'n' جی۔ 'n' کون؟' 'n' تعریف نہیں کرنا چاہتا مگر سچ میں مجھے آپ کی زندگی بہت پسند آئی، آپ نے کالج اور یونیورسٹی کی زندگی کو انجوائے کیا اور اب پڑھا بھی رہی ہیں۔ میرا جواب سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔ کچھ دیر کمرے میں صرف کی بورڈ کے بٹنوں کی آواز آتی رہی۔ 'n' یہ میرے آخری تین ماہ ہیں تم لوگوں کے فائنل ایگزامز کے بعد میں نے یونیورسٹی چھوڑ دینی ہے۔ میرا معاہدہ ختم ہو رہا ہے یونیورسٹی سے۔ ان کا جواب سن کر میں ہل بھر کے لیے ساکت رہ گیا۔ 'n' کیوں؟' 'n' میرے منہ سے نکلا۔ 'n' ہیس۔ وہ کمرے سے اٹھ کر باہر چلی گئیں۔ 'n' کل ملاقات ہوگی بچے۔ 'n' ان کی بات سن کر میں نے بھی اپنا لیپ ٹاپ سنبھالا اور باہر آ گیا۔ گھر واپس جاتے ہوئے میں بہت افسردہ تھا۔ میم عالیہ ظفر کا یونیورسٹی چھوڑنے کا سن کر مجھے بہت دکھ ہوا تھا۔ میں کیا۔ پوری کلاس انہیں پسند کرتی تھی۔ 'n' 'n' فائنل ایگزامز کی ڈیٹ شیڈ آئی تو سب کو اپنی اپنی پڑگئی۔ تیاری میں لگے، رٹا مارتے اسٹوڈنٹس ہر جگہ دکھائی دیتے تھے۔ کچھ لائق طالب علم تو اکثر کتاب میں دھیان لگائے چلتے چلتے گیٹ سے ٹکرا جاتے۔ پہلے پیپر والے دن ہی یہ خبر عام ہو گئی کہ میم یونیورسٹی چھوڑ رہی ہیں۔ پوری کلاس دکھی ہو گئی۔ ہمارا اور ان کا ساتھ چھ ماہ کا تھا مگر ان کی شخصیت سب کو پسند تھی۔ اعلان کیا گیا کہ آخری پیپر والے دن انہیں الوداعی پارٹی دی جائے گی۔ دوسرے پیپر والے دن جب سب دوست پیپر دے کر چلے گئے۔ میں ان کے کمرے میں چلا آیا۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں میم؟' 'n' او بچے او۔ میں اندر آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ 'n' مجھے کچھ جاننا ہے میم۔ 'n' یہی نا کہ میں یونیورسٹی کیوں چھوڑ رہی ہوں؟' 'n' جی۔ 'n' مجھے امید تھی تم ضرور آؤ گے، دو تین ماہ تم الجھن میں رہے ہو گے کہ میم ڈانٹ نہ دیں پوچھنے پر۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چھوٹی سی کہانی ہے میری بھی سن لو۔ انہوں نے گہری سانس لی۔ 'n' میں اس شہر کی نہیں ہوں۔ لاہور سے ہوں۔ یہاں میری شادی ہوئی تھی ابو کے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ۔ ظفر سرکاری محکمے میں اچھی ملازمت کر رہے ہیں۔ انہیں میرا جاب کرنا پسند نہیں تھا۔ اب تک جو میں نے جاب کی ہے وہ اس شرط پر کی ہے کہ جب میرا بیٹا اسکول جانے لگے گا تب میں جاب چھوڑ دوں گی۔ اور اب وہ چار سال کا ہو گیا ہے اب اس کی تربیت کرنا اور پڑھانا میرا فرض ہے اس لیے میں اب جاب چھوڑ رہی ہوں۔ 'n' اپنی خوشی سے؟' 'n' اپنی خوشی سے کچھ کرنا ہوتا تو اب تک میں اسکالر شپ پر لندن کی ایک یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہی ہوتی۔ اسپورٹس کے کسی شعبے میں میرا نام ہوتا۔ چند کتابیں مارکیٹ میں ہوتیں۔ لیکن ہر عورت کو زندگی میں سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں، والدین کے لیے نہ سہی، اپنے گھر کے لیے بہت سی خوشیاں، خواہشات ان سمجھوتوں کی بھیبت چڑھ جاتی ہیں۔ میں جاب کے ساتھ ساتھ سب کچھ سنبھال سکتی ہوں مگر میرا شوہر راضی نہیں تو بس جاب چھوڑ دی۔ 'n' میم۔ ... میرے کچھ کہنے سے پہلے انہوں نے ہاتھ کھڑا کیا۔ 'n' کسک ..... بچے ..... یہی ادھوری خواہشات اور یہی دل کے انجان گوشے میں موجود کسک کا نام زندگی ہے۔ عورت کی زندگی۔ 'n' یہ کہہ کر انہوں نے اپنی اسناد اور ٹیٹیکٹ میز سے نکالے اور باہر چلی گئیں۔ میں ان کی آنکھوں میں ماجود آنسو نہ دیکھ سکا۔ 'n' (ختم شد)"]